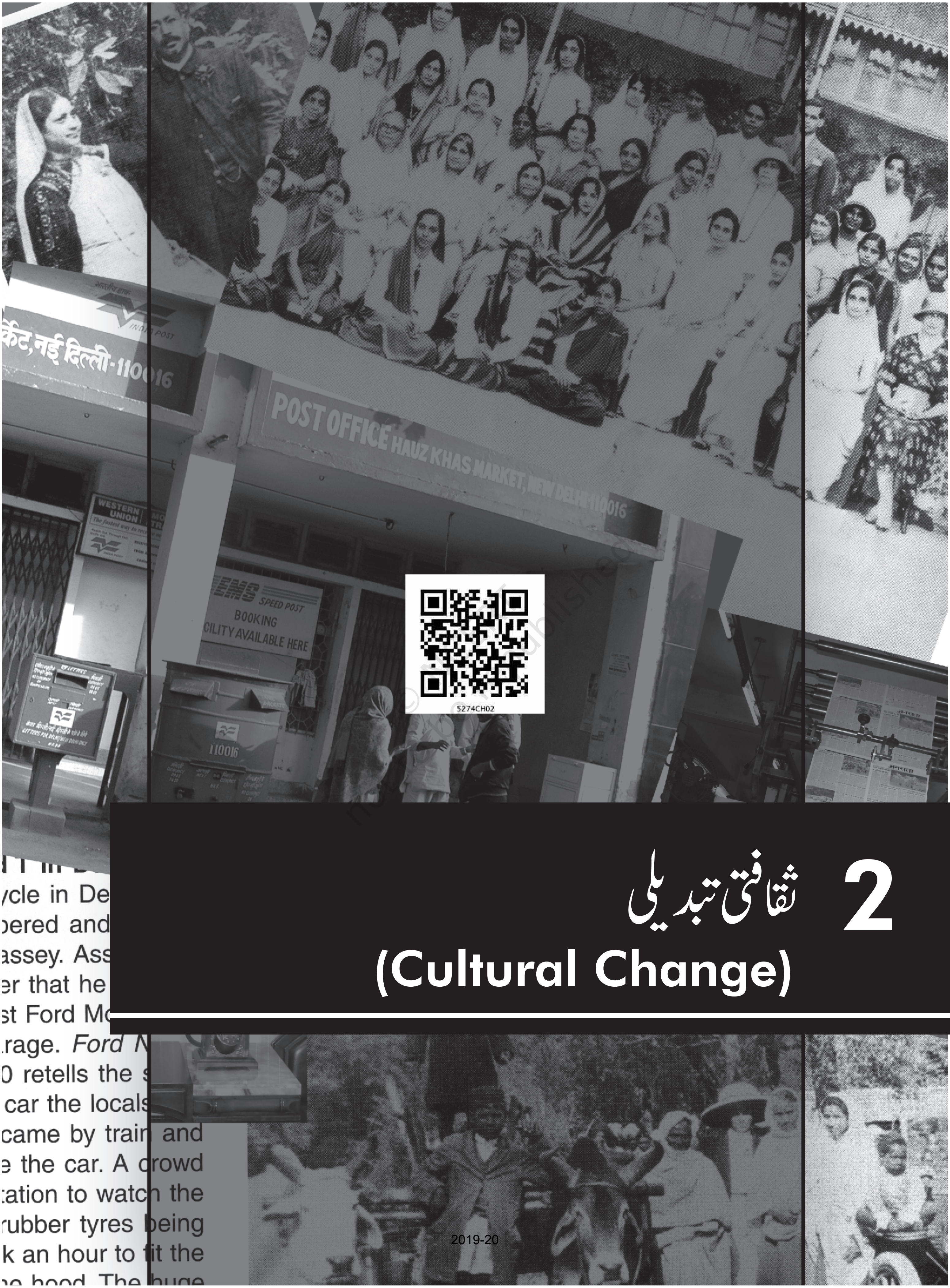

2 ثقافتی تبدیلی
(Cultural Change)

ہم نے پچھلے باب میں دیکھا کہ کس طرح استعماریت سے ہونے والی تبدیلیوں نے ہندوستانی سماج کی ساخت کو بھی بدلا۔ صنعت کاری اور شہر کاری نے لوگوں کی زندگی میں زبردست تبدیلی پیدا کی۔ بعض لوگوں کے لیے کام کی جگہیں کھیت کے بجائے فیکٹریاں ہوگئیں۔ بہت سے لوگ اب گاؤں کی جگہ شہروں میں رہنے لگے۔ رہن سہن اور کام کاج کے نظام میں تبدیلیاں پیدا ہوگئیں۔ ثقافت، طرزِ زندگی، اصول، اقدار، فیشن اور بدن زبان (body language) بھی تبدیل ہوگئی۔ ماہرینِ سماجیات کا ماننا ہے کہ سماجی ساخت کا مطلب ''لوگوں کے باہمی تعلقات کا وہ مستقل نظم ہے جسے ادارہ جاتی اور سماجی طور پر قائم برتاؤ یا کردار کے طور طریقوں یا وضع کے طور پر ثقافت کے ذریعہ معین یا کنٹرول کیا جاتا ہے۔'' آپ نے باب 1 میں پہلے ہی استعماریت سے ہونے والی ساختی تبدیلیوں کا مطالعہ کرلیا ہے۔ اس باب میں آپ یہ مشاہدہ کریں گے کہ ساختی تبدیلیاں ثقافتی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لیے کتنی اہم ہیں۔

اس باب میں دو متعلقہ پیش رفتوں پر نظر ڈالی گئی ہے۔ یہ دونوں نوآبادیاتی حکمرانی کے اثر کا پیچیدہ نتیجہ ہیں۔ پہلی پیش رفت کا تعلق 19 ویں صدی کے سماجی مصلحین اور ابتدائی بیسویں صدی کے قوم پرست رہنماؤں کے غور وفکر اور شعوری کوششوں سے ہے جن سے ان سماجی روایات میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں جن کے تحت عورتوں اور نچلی ذاتوں سے امتیاز برتا جاتا تھا۔ دوسری پیش رفت اتنی غور وفکر کا نتیجہ تو نہیں تھی لیکن یہ ثقافتی روایات میں رونما ہونے والی تبدیلیاں تھیں جنھیں سرسری طور پر سنسکرت کاری، جدید کاری، سیکولرائزیشن اور مغرب کاری کے چار عمل کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ سنسکرتیانے کا عمل نوآبادیاتی حکومت کی آمد سے پہلے ہی سے شروع ہوگیا تھا جب کہ باقی تین عمل کاریوں کو ان تبدیلیوں کے تئیں ہندوستانیوں کے مخلوط یا پیچیدہ ردِعمل کے طور پر زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے جو استعماریت کے ذریعہ لائی گئیں۔

© NCERT not to be republished

2.1 انیسویں اور ابتدائی بیسویں صدی میں سماجی اصلاحی تحریکیں (SOCIAL REFORM MOVEMENTS IN THE 19TH AND EARLY 20TH CENTURY)

ہماری زندگی پر استعماریت کے دوررس اثرات کے بارے میں آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں۔ انیسویں صدی میں ہندوستان میں ابھرنے والی سماجی واصلاحی تحریکیں نوآبادیاتی ہندوستانی سماج کو درپیش چیلنج کے سبب شروع ہوئی تھیں۔ آپ شاید ان سماجی برائیوں سے واقف ہوں جنھوں نے ہندوستانی سماج کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ ستی، بچہ شادی، بیواؤں کی دوبارہ شادی، ذات پات پر مبنی امتیازات یا بھید بھاؤ اس وقت کے معروف اہم مسائل تھے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ استعماریت سے پہلے

راجہ رام موہن رائے — پنڈتا رام بائی — سر سید احمد خاں

ہندوستان میں ان سماجی تفریق سے لڑنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ان پر بدھ مت میں توجہ دی گئی۔ یہ بھکتی اور صوفی تحریکوں کی توجہ کا مرکز بنیں۔19 ویں صدی میں سماجی اصلاح کی خاص بات یہ تھی کہ یہ کوششیں جدید سیاق وسباق اور نظریات کا مجموعہ تھیں مغربی روشن خیالی کے جدید نظریات اور روایتی تحریروں پر نئے زاویۂ نگاہ کا تخلیقی آمیزہ تھیں۔

باکس 2.1

خیالات کی آمیزش

- رام موہن رائے نے ستی کی مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ انسانی اورفطری حقوق سے متعلق جدید خیالات کا حوالہ دیا بلکہ ہندو شاستروں کو بطورنمونہ سامنے رکھا۔
- رانـاڈے نے بیوہ شادی کے جواز کی تائید میں شاستروں کا حوالہ دیتے ہوئے 'The Texts of the Hindu Law on the Lawfulness of the Remarriage of widows اور 'Vedic Authorities for widow Marriage' کے عنوان سے کتابیں لکھیں۔
- نئی تعلیم کے مواد جدیدیت اورروشن خیالی پر مبنی تھے۔انسانیات اورسماجی علوم کے کورسوں کے مواد یورپی نشاۃ ثانیہ، اصلاحات اور روشن خیالی سے اخذ کیے گئے تھے۔اس کے مرکزی خیالات انسانیاتی،سیکولر اورلبرل تھے۔
- سرسید احمد خان نے اسلام کی تشریح میں آزادانہ (اجتہاد) (یعنی قرآن وحدیث اوراجماع پر قیاس کرکے شرعی مسائل کا اخذ کرنا) کی موزونیت پر زور دیا اورقرآنی انکشافات وجدید سائنس کے دریافت کردہ فطری قدرت کے قوانین کے درمیان یکسانیت کی دلیل دی۔
- کندوکیری وریش لنگم نے اپنیکتاب 'دی سورس آف نالج میں''نویہ—نیایہ' کی دلیلوں پر غور و خوض کیا۔انھوں نے جولیس ھکسلے کی کتابوں کا بھی ترجمہ کیا۔

© NCERT not to be republished

ماہر سماجیات ستیش سبروال نے نوآبادیاتی ہندوستان میں تبدیلیوں کی جدید ساخت میں تین پہلوؤں کے مختصراً بیان کے ذریعہ جدید سیاق وسباق کی تشریح کی ہے:

- ترسیل کے ذرائع
- تنظیم کی ہئیتیں اور
- خیالات کی نوعیت

نئی ٹیکنالوجی نے ترسیل کی مختلف شکلوں کورفتار فراہم کی۔ پرنٹنگ پریس، ٹیلی گراف، مائیکروفون، پانی کے جہاز اورریلوے کے ذریعہ لوگوں کی آمدورفت اورسامانوں ڈھلائی سے نئے نئے خیالات وافکار کی ترسیل میں کافی مدد ملی۔ ہندوستان میں پنجاب اور بنگال کے سماجی مصلحین نے مدراس اورمہاراشٹر کے سماجی مصلحین سے تبادلۂ خیال کیا۔کیشو چندرسین نے 1864 میں مدراس کا دورہ کیا۔ پنڈتا رامابائی نے ملک کے مختلف حصوں کا سفرکیا۔ان میں سے بعض دوسرے ملکوں میں گئے۔عیسائی مشنریاں ناگالینڈ،میزورم اورمیگھالیہ جیسے دوردراز کے علاقوں میں بھی پہنچیں۔

جدید ٹکنالوجی اورتنظیمیں جنھوں نے ترسیل کی مختلف شکلوں کو رفتار عطا کی۔

The first Ford T in Dehra Dun

ویریس لنگم
(Viresalingam)

جدید سماجی تنظیموں جیسے بنگال میں برہمو سماج اور پنجاب میں آریہ سماج کا قیام عمل میں آیا۔1914 میں انجمن خواتین اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ ہندوستانی مصلحین نے نہ صرف عوامی مجالس میں بلکہ اخبارات اور رسائل کے ذریعہ بھی مباحثہ منعقد کیا۔ سماجی مصلحین کی تحریروں کا ترجمہ ایک ہندوستانی زبان سے دوسری ہندوستانی زبان میں کیا گیا۔ مثلاً وشنو شاستری نے 1868 میں ودیا ساگر کی کتاب 'اندو پرکاش' کا مراٹھی ترجمہ شائع کیا۔

حریت پسندی اور آزادی کے نئے خیالات، گھر بنانے، سنوارنے اور شادی سے متعلق نئے خیالات، ماں اور بیٹی کے نئے کردار اور ثقافت و روایت پر شعوری فخر کے نئے خیالات ابھرے۔ تعلیم کی قدر کو اولیت دی جانے لگی۔ یہ سمجھا گیا کہ قوم کا جدید ہونا ضروری تو ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ قدیم وراثت کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ تعلیم نسواں (عورتوں کی تعلیم) کے بارے میں بھی جامع بحث ہوئی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سماجی مصلح جیوتی با پھولے نے پونے میں خواتین کے لیے پہلا اسکول کھولا۔ مصلحین

ودیاساگر

جیوتیبا پھولے

نے دلیل دی کہ سماج کی ترقی کے لیے عورتوں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے بعض تو یہ مانتے تھے کہ جدید ہندوستان سے قبل عورتیں تعلیم یافتہ ہوا کرتی تھیں، لیکن بہت سے مصلحین نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ مانا کہ تعلیم نسواں بعض مراعات یافتہ گروپوں تک ہی محدود تھی۔ اس طرح خواتین کی تعلیم کے جواز کی تائید کے لیے جدید اور روایتی خیالات والے ذریعہ رجوع کیا گیا، انھوں نے جدیدیت اور روایت پر سرگرمی کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا۔ اس سلسلے میں یہ جاننا بھی دلچسپ ہے کہ جیوتی با پھولے نے آریوں کی آمد سے پہلے کے دور کو باعث افتخار مانا جب کہ بال گنگا دھر تلک وغیرہ آریہ دور کو باعث فخر مانتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں انیسویں صدی اصلاح کا ایک ایسا دور تھا جس میں جستجو واستفسار، تشریح نو اور ذہنی وسماجی نمو دونوں کی ابتدا ہوئی۔

مختلف سماجی اصلاحی تحریکات کے مرکزی خیال ایک ہی جیسے تھے تاہم کچھ نمایاں فرق بھی موجود تھا۔ بعض اونچی ذات، متوسط طبقے کی عورتوں اور مردوں کو درپیش مسائل تک محدود تھے۔ دوسروں کے لیے ناانصافی اور تفریق کے شکار ذاتوں کے مسائل بنیادی نوعیت کے تھے۔ بعض کا یہ ماننا تھا کہ سماجی برائیاں اس لیے پیدا ہوئیں کہ ہندوازم کا صحیح جذبہ کمزور پڑ چکا تھا۔ بعض ذات اور جنس کے تئیں ہونے والی زیادتی کو مذہب کے لحاظ سے فطری مانتے تھے۔ اسی طرح مسلم سماجی مصلحین کثیر زوجیت اور پردہ کے موضوع پر سرگرم بحث تھے۔ مثلاً جہاں آرا شاہ نواز نے آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرس میں کثیر زوجیت کی برائیوں کے خلاف ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے دلیل دی۔

> ......جس طرح کی کثیر زوجیت مسلمانوں کے بعض طبقات میں رائج ہے وہ قرآن کے اصل مفہوم کے خلاف ہے......یہ تعلیم یافتہ خواتین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اثرات کا استعمال کرکے، رشتہ داروں کو کثیر زوجیت سے روکیں۔

کثیر زوجیت کے خلاف پیش کی گئی قرارداد مسلم پریس میں زبردست بحث کا موضوع بنی۔ پنجاب سے شائع ہونے والے ایک رسالے 'تہذیب نسواں' نے کھل کر کثیر زوجیت مخالف اس قرارداد کی تائید کی۔ جب کہ دیگر رسائل میں اس کی مخالفت کی گئی (چودھری 1993:111)۔ کمیونٹی میں اس طرح کی بحث ان دنوں عام بات تھی۔ مثلاً برہمو سماج نے ستی کے رواج کی مخالفت کی۔ بنگال میں ہندو سماج کے روایت پسند عوام نے ایک تنظیم کی تشکیل کی جسے دھرم سبھا کہا جاتا تھا اور اس دلیل کے ساتھ برطانوی حکومت کے پاس ایک عرض داشت پیش کی گئی کہ مصلحین کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مقدس کتابوں کی تشریح کریں۔ ایک اور نظریہ کا اظہار دلتوں میں مستقل بڑھتا جارہا تھا کہ ہندو فرقے کو پوری طرح مسترد کردیا جائے۔ مثلاً پھولے کے اسکول کی ایک 13 سالہ طالبہ مکتا بائی نے جدید تعلیم کے زیر اثر 1852 میں لکھا کہ:

سرگرمی 2.1

درج ذیل سماجی مصلحین کے بارے میں دریافت کریں۔ انھوں نے کن امور کے خلاج جنگ کی؟ اپنی مہم کو انھوں نے کیسے انجام دیا؟ کیا انھیں کسی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا؟

- ویریس لنگم
- پنڈتا راما بائی
- ودیا ساگر
- دیانند سرسوتی
- جیوتیبا پھولے
- شری نارائن گرو
- سرسید احمد خاں
- کوئی دیگر

اس مذہب کو
جہاں صرف ایک شخص مراعات یافتہ ہے
اور باقی کو اس سے محروم کر دیا گیا ہے
اس کرہ ارض سے مٹا دیا جائے
اور یہ ہمارے ذہنوں میں کبھی جگہ نہ پائے
ایسے ایک مذہب پر فخر کرنا......

2.2 ہم سنسکرت کاری، جدید کاری، سیکولر کاری اور مغرب کاری کا مطالعہ کس طرح کرتے ہیں؟ (HOW DO WE APPROACH THE STUDY OF SANSKRITISATION, MODERNISATION, SECULARISATION AND WESTERNISATION?)

اس باب میں ان چاروں تصورات سنسکرت کاری یا سنسکرتیانے، جدید کاری، سیکولر کاری اور مغرب کاری کا مختلف طبقات پر اثر کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ بحث آگے بڑھنے کے ساتھ ہم دیکھیں گے کہ یہ چاروں تصورات کہیں نہ کہیں ایک دوسرے سے متعلق ہیں اور کئی صورتوں میں یہ ساتھ ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ بہت سی حالتوں میں یہ نہایت مختلف طور پر عمل انجام دیتے ہیں۔ یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ ایک ہی فرد ایک جگہ تو جدید ہوتا ہے لیکن بعض صورتوں میں وہ روایتی ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی صورت حال ہندوستان میں اور دیگر کئی غیر مغربی ملکوں میں فطری سمجھی جاتی ہے۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ سماجیات کا مواد فطری توضیح پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ (جیسا کہ آپ باب 1، کتاب 1، این سی ای آر ٹی 2006 میں پڑھ چکے ہیں)۔

پچھلے باب میں آپ نے دیکھا کہ نوآبادیاتی جدیدیت میں اس کے اپنے تضاد تھا۔ مغربی تعلیم کی مثال لیں۔ استعماریت کے دوران ایک انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانی متوسط طبقہ ابھر کر سامنے آیا۔ اس نے مغربی روشن خیال مفکرین، لبرل جمہوریت کے فلسفیوں کے بارے میں پڑھا اور ایک لبرل و ترقی پسند ہندوستان کے وجود کا خواب دیکھا۔ تاہم نوآبادیاتی حکومت کے ذریعہ ان کے وقار کو چوٹ پہنچی اور انھوں نے روایتی علم و فضیلت پر اصرار کیا۔ آپ 19 ویں صدی کی اصلاحی تحریکوں میں اس رجحان کو پہلے ہی دیکھ چکے ہیں۔

اس باب میں آپ دیکھیں گے کہ جدیدیت کے سبب نہ صرف یہ کہ جدید خیالات کو راہ ملی بلکہ روایت کے بارے میں بھی نئے سرے سے سوچنے اور تشریح نو میں مدد ملی۔ ثقافت اور روایت دونوں ہی جان دار وجود رکھتے ہیں۔ لوگ انھیں سیکھتے ہیں اور ان میں ترمیم کرتے ہیں۔ ہم روزمرہ کی زندگی سے مثال لیتے ہیں۔ عہد حاضر کے

سرگرمی 2.2

سماجیات میں وہ طریقہ جن میں ان چاروں عمل کاریوں کا استعمال کیا جاتا ہے، کو پڑھتے وقت کلاس میں یہ بحث کرنا زیادہ دلچسپ ہو سکتا ہے کہ آپ کے خیال میں ان اصطلاحات کا کیا مطلب ہوگا!

- آپ درج ذیل برتاؤ کی تعریف کس طرح کریں گے:
  مغربی
  جدید
  سیکولر
  سنسکرت کردہ
- کیوں؟
- اس باب کو مکمل کرنے کے بعد سرگرمی 2.2 پر واپس آئیں۔
- کیا آپ اصطلاحات اور ان کے سماجیاتی معنی کے عام فہم استعمال کے درمیان کوئی فرق دیکھتے ہیں؟

© NCERT not to be republished

ہندوستان میں کس طرح سے ساڑی یا جین سیم یا سرونگ پہنا جاتا ہے۔ روایتی طور پر ساڑی، جو ایک طرح کا ڈھیلا ڈھالا بغیر سلا ہوا کپڑا ہوتا ہے، کو مختلف علاقوں میں الگ الگ ڈھنگ سے پہنا جاتا ہے۔ جدید متوسط طبقے کی عورتوں میں ساڑی پہننے کا ایک معیاری طریقہ رائج ہوا جس میں روایتی ساڑی کو مغربی پیٹی کوٹ اور بلاؤز کے ساتھ پہنا جانے لگا۔

سرگرمی 2.3

➤ کچھ اس طرح کی دیگر مثالوں کا ذکر کریں جو آپ روزمرہ کی زندگی میں بڑے پیمانے پر دیکھتے ہیں۔

میرے والد کا لباس ان کی اندرونی زندگی کو بہت اچھی طرح پیش کرتا ہے۔ وہ ایک ہندوستانی برہمن تھے۔ وہ سفید پگڑی پہنا کرتے تھے — ایک شری ویشنو یہ ذات کی علامت..... تاہم انھوں نے تو ٹل ٹائیز پہنی، کرومینیز بٹن اور دوہرے بٹن کی کالر کا استعمال کیا اور اپنی ململ کی دھوتیوں پر انگریزی نفیس کپڑے کی اونی جیکٹوں کو پہنا جسے وہ روایتی برہمنی انداز میں لٹکا کر پہنا کرتے تھے۔

ماخذ: اے۔ کے۔ رامانجن میریٹ 1990:42 (A.K.Ramanujan in Marriot)

روایتی اور جدید کی آمیزش اور ملاں

ہندوستان کا ساختی اور ثقافتی تنوع از خود عیاں ہے۔ یہ تنوع ان مختلف طریقوں کو وضع کرتا ہے جو جدیدیت یا مغرب کار، سنسکرت کاری یا سیکولر کاری کے مختلف گروہوں کے لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں۔ درج ذیل صفحات میں ان تنوع کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ تفصیل سے بات کریں۔ یہ آپ پر ہے کہ آپ جدید کاری کے ان جدید طریقوں کو تلاش کر کے ان کی شناخت کریں جن کا ملک کے مختلف حصوں میں لوگوں پر اثر پڑا ہے یا ایک ہی خطے میں مختلف طبقات اور ذاتیں اثر انداز ہوئی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ہی طبقے یا کمیونٹی سے متعلق عورتوں اور مردوں پر ان کا اثر پڑا ہو۔

ہم سنسکرت کاری کے تصور سے شروع کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سماجی حرکت پذیری کا یہ عمل استعماریت کے آغاز سے پہلے کا ہے اور یہ بعد میں بھی مختلف شکلوں میں جاری رہا۔ باقی تین تبدیلیوں کی عمل کاری جن کے بارے میں ہم بعد میں ذکر کریں گے، وہ استعماریت کی آمد کے ساتھ رونما ہوئیں۔ جدید مغربی خیالات جیسے آزادی اور حقوق کے بارے میں جاننے کے نتیجے میں ہندوستانی ان تین تغیر پذیر عمل کے براہِ راست اثر میں آئے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ جدید علم کے حصول کے بعد تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کو استعماریت میں بالعموم بے انصافی اور ذلت کا احساس اکثر ہوا جس کے ردعمل میں روایتی ماضی اور وراثت کی طرف واپس جانے کی خواہش بھی پیدا ہوئی۔ اس طرح ایک پیچیدہ یا مشترکہ صورت حال پیدا ہوئی جس میں جدید کاری، مغرب کاری اور سیکولر کاری کا سلسلہ شروع ہوا۔

2.3 سماجی تبدیلی کی مختلف اقسام (DIFFERENT KINDS OF SOCIAL CHANGE)

سنسکرت کاری (SANSKRITISATION)

اصطلاح سنسکرتیانا یا سنسکرت کاری کو ایم۔ این۔ سری نواس نے وضع کیا۔ اس کی مختصر تعریف اس عمل کاری کے طور پر کی جاسکتی ہے جس کے ذریعہ نچلی ذات یا قبیلہ یا دیگر گروہ اونچی ذاتوں کی روایت، رسم، عقائد، نظریات اور طرز زندگی بطور خاص دوبارہ پیدا ہونے کا اختیار کرتے ہیں۔

سنسکرت کاری کے اثرات کثیر رخی ہیں۔ ان اثرات کو زبان، ادب، نظریات، موسیقی، رقص، ڈرامہ، طرز زندگی اور رسومات پر دیکھا جاسکتا ہے۔

بنیادی طور پر یہ ایک عمل ہے جو ہندو سماج کے اندر واقع ہوتا ہے۔ اگر چہ سری نواس نے دلیل دی کہ غیر ہندو فرقوں اور مذہبی گروہوں میں بھی یہ عمل مرئی تھا، لیکن مختلف میدانوں کے مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ عمل ملک کے مختلف حصوں میں الگ الگ ڈھنگ سے واقع ہوا۔ جن علاقوں میں اعلا سنسکرت یافتہ ذاتیں غالب تھیں وہاں کی پوری تہذیب میں کسی نہ کسی سطح کی سنسکرت کاری ہوئی۔ جہاں غیر سنسکرت یافتہ ذاتیں غالب تھیں، یہ ان کے اثرات تھے جو قوی تھے۔ عمل کاری کی اس اصطلاح کو 'عدم سنسکرت کاری' (De–Sanskritisation) کہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر علاقائی تنوع بھی تھے۔ پنجاب میں ثقافتی طور پر سنسکرتی اثر کبھی مضبوط نہیں رہا۔ کئی صدیوں تک 19 ویں صدی کے تین چوتھائی حصے تک پارسیوں کا اثر غالب مانا جاتا تھا۔

شری نواس کی دلیل یہ ہے کہ ''کسی گروہ کی سنسکرت کاری عام طور پر ذات کے مدارج کو بہتری کی طرف لے جاتی ہے۔ عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ سنسکرت کاری متعلقہ گروہ کی معاشی یا سیاسی حیثیت میں یا تو بہتری ہے یا ہندوازم کی عظیم روایات کے ربط کے نتیجے میں اس گروپ میں کسی اونچے گروپ کی خود آ گاہی ہے۔ روایتوں کا یہ ذریعہ تیرتھ کا مرکز، آشرم یا خانقاہ یا کوئی تبدیلی مذہب والا فرقہ ہوسکتا ہے۔'' البتہ ایک انتہائی غیر مساوی سماج جیسے ہندوستان میں نچلی ذاتوں کے ذریعہ اونچی ذات کے لوگوں کی رسم کو اختیار کرنا کسی طرح آسان نہیں ہے کیوں کہ پہلے بھی رکاوٹیں تھیں اور اب بھی رکاوٹیں ہیں۔ درحقیقت روایتی طور پر غالب ذاتیں ان نچلی ذاتوں کو سزا دیتی تھیں جو اس طرح کی گستاخی کی جرأت کرتے تھے۔ حسب ذیل اقتباس سے آپ اس مشکل کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

> سنسکرت میں کمودتی نے کافی دلچسپی اور ولولے کے ساتھ مطالعے کی شروعات کی۔ ان کے استاد گوکھلے گروجی تھے...... یونیورسٹی میں شعبے کے سربراہ ایک معروف عالم و فاضل شخص تھے اور وہ کمودتی پر طنز کرنے میں انھیں کافی مزہ آتا تھا...... مخالفانہ تبصروں کے باوجود انھوں نے سنسکرت میں اپنی ماسٹرس ڈگری کو کامیابی کے ساتھ پورا کیا۔
>
> ماخذ: کُمد پاوڈے (Pawade)' 1938'

کُمد پاوڈے نے اپنی خودنوشت سوانح عمری میں تذکرہ کیا ہے کہ کیسے ایک دلت خاتون سنسکرت ٹیچر بنی۔ ایک طالبہ کے طور پر وہ سنسکرت کے مطالعے کی طرف متوجہ ہوئیں۔ شاید یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جو انھیں ان میدانوں میں جانے کی گنجائش پیدا کردیتا ہے جس میں ان کا داخلہ جنس اور ذات کی بنیاد پر ممکن نہیں تھا۔ شاید ان کی توجہ اس لیے مبذول ہوئی کہ وہ اصل سنسکرت کی کتابوں میں عورتوں اور دلتوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، اسے جان

© NCERT not to be republished

سکیں۔ جیسے جیسے انھوں نے اپنے مطالعے کو آگے بڑھایا انھیں کئی طرح کے ردِعمل کا سامنا کرنا پڑا جن میں حیرت بھی تھی اور بیر بھی۔ اس میں محتاط قبولیت اور سخت تردید شامل تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ

> اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ میں اپنی ذات کو بھولنے کی کوشش کرتی ہوں، لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔ تبھی مجھے وہ تاثر یاد آیا جو میں نے کہیں سنا تھا: ''جو پیدائش سے ملی ہو اور جو مرنے کے بعد بھی ختم نہ ہو وہی ذات ہے؟''

سنسکرت کاری ایک ایسے عمل کا اظہار ہے جس میں لوگ ثقافتی طور پر اونچی حیثیت کے گروہوں کے ناموں اور رسوم و رواج کو اپنا کر اپنی حیثیت میں بہتری لانا چاہتے ہیں۔ 'حوالہ جاتی ماڈل' عموماً مالی لحاظ سے بہتر ہوتا ہے جب لوگ دولت مند بن جاتے ہیں تو دونوں ہی صورتوں میں اونچی حیثیت کے گروہ جیسا بننے کی آرزو یا خواہش بھی ہوتی ہے۔

سنسکرت کاری کے تصور کو مختلف سطحوں پر تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ایک، اس کی تنقید اس لیے کی جاتی ہے کہ اس میں سماجی حرکت پذیری یا سماجی ترقی کے لیے 'نچلی ذاتوں' کی حرکت پذیری کی گنجائش کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس عمل میں کوئی ساختی تبدیلی نہیں واقع ہوتی بلکہ کچھ افراد کی صرف حیثیت میں تبدیلی ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگرچہ افراد غیر مساوی ساخت میں اپنی حیثیتوں کو بہتر بنانے کے اہل ہو سکتے ہیں، لیکن عدم مساوات جاری رہتی ہے۔ دو، یہ اشارہ ملتا ہے کہ سنسکرت کاری کا نظریہ 'اونچی ذاتوں' کو ہی برتر اور 'نچلی ذات' کو کمتر حیثیت دیتا ہے۔ لہٰذا اونچی ذات کی تقلید کی خواہش کو فطری اور قابل سمجھا جاتا ہے۔

تین، سنسکرت کاری کا تصور ایک ایسے ماڈل کا جواز پیش کرتا ہے جو دراصل عدم مساوات اور عدم شمولیت پر مبنی ہے۔ اس سے ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کے گروہوں کی آلودگی اور پاکی میں یقین رکھنا منصفانہ اور بالکل صحیح ہے۔ لہٰذا بعض گروہوں کو حقیر گردانا محض اونچی جاتوں کے ذریعہ نچلی ذاتوں کو حقیر سمجھنے کے استحقاق کی نشان دہی کرتا ہے۔ سماج میں جہاں ایسے مخصوص فلسفہ زندگی کا وجود ہو وہاں ایک مساوی سماج کا تصور ہو وہاں مشکل ہو جاتا ہے۔ آگے جو صفحات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ کسی طرح پاکی اور ناپاکی کے تصور کو کتنی اہمیت دی جاتی ہے یا ایسے نظریات کے وجود کو قدر و قیمت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

> اگرچہ سنار کی ذات مجھ سے اونچے درجے کی ذات ہے، پھر بھی ہماری ذات میں سنار سے کھانا یا پانی لینا منع ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ سنار اتنے لالچی ہوتے ہیں کہ وہ بول و براز سے بھی سونا ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ ویسے تو ذات میں اونچے ہیں لیکن وہ ہم سے زیادہ ناپاک ہیں۔ ہم دیگر اونچی ذاتوں سے بھی کھانا نہیں لیتے ہیں جو آلودہ کام کرتے ہیں۔ دھوبی جو گندے کپڑوں کو دھوتے ہیں یا تیلی جو بیج کو پیس کر تیل نکالتے ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کی تفریق پیدا کرنے والے خیالات کس طرح طرز زندگی بن چکے تھے۔ ایک مساوی سماج کی آرزو کے بجائے غیر شمولیتی اور بھید بھاؤ کے اپنے معنی ہو گئے تھے۔ دوسرے لفظوں میں انھوں نے بھی ایک ایسی حیثیت کی آرزو کی جہاں وہ دوسرے لوگوں کو حقیر نظروں سے دیکھ سکیں۔ اس سے یقیناً غیر جمہوری تصور کا پتہ چلتا ہے۔

© NCERT not to be republished

سرگرمی 2.4

سنسکرت کاری کے سیکشن کو غور سے پڑھیں۔کیا آپ کے خیال میں یہ عمل جنس پر مبنی ہے یعنی ''یہ عورتوں پر مردوں سے بالکل الگ طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔کیا آپ کو لگتا ہے کہ اس عمل سے مردوں کی حیثیت میں تبدیلی آئی ہے جب کہ عورتوں کے بارے میں حقیقت اس کے برخلاف ہوسکتی ہے؟

چار، چوں کہ سنسکرت کاری اونچی ذات کے رسم ورواجوں کو اپنانے کے نتیجے میں واقع ہوتا ہے اس لیے لڑکیوں اور عورتوں کی علاحدگی، دلہن کی حیثیت کے بجائے جہیز کو اپنانے اور دوسرے گروہوں کے خلاف ذاتی تفریق وغیرہ بڑھ جاتی ہے۔

پانچ، اس طرح کے رجحان کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دلت ثقافت اور سماج کی خصوصیات دھیرے دھیرے ختم ہوجاتی ہیں۔مثلاً اس محنت کی بنیادی قیمت اور خصوصیات جو نچلی ذاتیں انجام دیتی ہیں اسے کم تر یا رسوا کن اور شرمناک مانا جاتا ہے۔کام، دست کاری اور فن کارانہ صلاحیت، ادویہ کی مختلف شکلوں کے بارے میں علم، ماحولیات، زراعت اور مویشی پالن وغیرہ پر مبنی شناختوں کو صنعتوں کے دور میں بے کار سمجھا جاتا ہے۔

بیسویں صدی میں برہمن مخالف تحریک اور علاقائی خود آگاہی کے فروغ کے سبب سنسکرت کے الفاظ اور محاوروں کو متعدد ہندوستانی زبانوں سے ہٹانے کی کوشش کی گئی۔پس ماندہ طبقات کی تحریک کا ایک فیصلہ کن نتیجہ یہ ہوا کہ ذات کی بنیاد پر گروہوں اور افراد کی بلندی کی طرف حرکت پذیری میں سیکولر عوامل کے کردار پر زور دیا جانے لگا۔غالب ذاتوں کے معاملے میں اب ویش، چھتری اور برہمن کے لیے قبولیت حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہیں رہ گئی جب کہ دوسری طرف غالب ذات کا ممبر ہونا ایک وقار کی بات تھی۔حالیہ سالوں میں اسی طرح کی بات اب دلتوں کے لیے جتائی جانے لگی ہے جو دلتوں کی حیثیت سے اپنی شناخت پر فخر کرتے ہیں۔تاہم، کبھی کبھی دلتوں میں غریب ترین اور انتہائی حاشیے پر پہنچے لوگوں میں ذات پر مبنی شناخت دیگر غالب ذاتوں میں اپنی غیر اہم ہونے کی تلافی کسی اور صورت سے کرتی دکھائی دیتی ہے۔دوسرے لفظوں میں انھوں نے کچھ فخر اور خود اعتمادی تو حاصل کی ہے لیکن یہ اب بھی غیر شمولیت اور تفریق کا شکار ہیں۔

مغرب کاری (WESTERNISATION)

آپ مغربی نوآبادیاتی تاریخ کے بارے میں پہلے ہی پڑھ چکے ہیں۔آپ نے دیکھا کہ اس سے کس طرح تبدیلیاں پیدا ہوئیں جو متناقض، غیر معمولی اور نامانوس سی تھیں۔ایم۔این۔شری نواس نے مغرب کاری کی تعریف اس طرح کی ہے، ''یہ ہندوستانی سماج اور ثقافت میں تقریباً 150 سالوں کے برطانوی حکمرانی کے نتیجے میں رونما ہوئی تبدیلیاں ہیں جس میں مختلف سطحوں جیسے ٹکنالوجی، اداروں، نظریات اور اقدار میں واقع ہونے والی تبدیلیاں شامل ہیں۔''

مغرب کاری کی مختلف قسمیں تھیں۔ایک قسم، ہندوستانیوں کے ایک اقلیتی طبقے جو مغربی ثقافت کے ربط میں سب سے پہلے آئے تھے، کے ذریعہ مغرب یافتہ ذیلی ثقافتی وضع کے ابھرنے کی دلالت کرتی ہے۔اس میں ہندوستانی دانشوروں کی ذیلی ثقافت بھی شامل تھی جنھوں نے نہ صرف یہ کہ بہت سے وقوفی انداز یا اسلوب فکر اور طرز زندگی کو اپنایا بلکہ اس کی تائید اور اشاعت بھی کی۔ابتدائی 19 ویں صدی کی بہت سی مصلحین اسی قسم کے تھے۔باکس میں مغرب کاری کی مختلف اقسام دکھائی گئی ہیں۔

لہٰذا ایسے لوگ کم تھے جنھوں نے مغربی طرز زندگی اپنایا۔ وہ مغربی اسلوب فکر سے متاثر تھے۔ اس کے علاوہ دیگر مغربی ثقافتی اوصاف جیسے نئی ٹکنالوجی کا استعمال، پوشاک، غذا اور بالعموم لوگوں کے طور طریقوں اور عادتوں میں تبدیلیاں پائی جاتی تھیں۔ پورے ملک میں متوسط طبقے کے ایک بڑے حصے کے گھروں میں ٹیلی ویژن، فریج، صوفہ سیٹ، کھانے کی میز اور اٹھنے بیٹھنے کے کمرے میں کرسی وغیرہ عام بات ہے۔

مغرب کاری میں ثقافت کی بیرونی شکلوں کی تقلید شامل ہے۔ اس کا لازمی مطلب یہ نہیں کہ لوگ جمہوریت اور مساوات کی جدید قدروں کو اپنا ئیں۔

طرز زندگی اور فکر کے علاوہ ہندوستانی فن و ادب پر بھی مغربی ثقافت کا اثر پڑا۔ کئی فن کار جیسے روی ورما، ابا نندرناتھ ٹیگور، چندو مینن اور بنکم چندر چٹوپادھیائے سبھی نوآبادیاتی صورت حال کا سامنا کر رہے تھے۔ باکس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ روی ورما جیسے فن کار کے طرز، تکنیک اور مرکزی خیال کو مغربی ثقافت اور ملکی روایتوں نے شکل فراہم کی۔ اس میں کیرل کے مادر نسبی کمیونٹی میں فیملی کی تصویر پر بحث کی گئی ہے لیکن وہ نمایاں طور پر ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل جدید مغربی ممالک کی انتہائی مثالی پدر نسبی نیوکلیئر فیملی سے مماثلت رکھتی ہے۔

باکس 2.2

سوچنے کے طریقے

...... جان اسٹورٹ (John Stuart) مل کا مضمون ''آن لبرٹی'' شائع ہونے کے فوراً بعد ہندوستانی کالجوں کے نصاب میں شامل ہو گیا۔ ہندوستانیوں نے میگنا کارٹا اور یورپ و امریکا میں حریت اور مساوات کے لیے جدوجہد کے بارے میں جانا۔

باکس 2.3

زندگی جینے کے طریقے

دیوکی یاد کرتی ہیں کہ جب وہ چھوٹی تھیں تو ان کے گھر میں ابلے ہوئے انڈوں کو انڈوں کے خول میں ہی کھایا جاتا تھا۔ اس کی ماں دلیا پکاتی تھی اور اسے الگ گرم دودھ اور شکر کے ساتھ رکھ دیا جاتا تھا۔ اسے ہر فرد کو اپنے پیالے میں ملا کر یا ڈال کر کھانا ہوتا تھا۔ یہ طریقہ دوسرے گھروں سے بالکل مختلف تھا۔ دیوکی کہتی ہیں کہ دوسرے گھروں میں ابلے انڈے انڈے کے خول میں نہیں کھائے جاتے تھے اور وہاں دلیے کو دودھ اور شکر کے ساتھ ملا کر برتن میں پکا دیا جاتا تھا اور پھر کھایا جاتا تھا...... اسے یاد آتا ہے کہ وہ اپنی ماں سے پوچھا کرتی تھی کہ وہ اس طرح دلیا کیوں کھایا کرتی ہے تو اس کی ماں کا جواب ہوتا تھا کہ یہ وہ طریقہ تھا جو تعلقہ میں دلیا کھانے کے لیے استعمال ہوا کرتا تھا۔ (ابراہم 2006:146)

(اسے کیرل کی تھیا (Thiyya) کمیونٹی پر کیے گئے نسلی مطالعے سے اخذ کیا گیا ہے)

سرگرمی 2.5

- کیا آپ ایسے ہندوستانیوں کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جو اپنی پوشاک اور ظاہری شکل وصورت میں پوری طرح مغربی ہوں لیکن وہ جمہوری اور مساوات کی قدروں کے حامل نہ ہوں جو کہ جدید رویوں کا حصہ ہیں۔ ہم نیچے دو مثالیں دے رہے ہیں۔ کیا آپ ایسی مثالوں کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جو حقیقی اور فلمی زندگی دونوں میں ہی پائی جاتی ہیں؟

  ہم ایسے کئی لوگوں کو دیکھتے ہیں جو مغربی تعلیم یافتہ ہیں لیکن مخصوص نسلی یا مذہبی کمیونٹی کے بارے میں انتہائی تعصبی نظریہ رکھتے ہیں۔ ایک فیملی جس نے مغربی ثقافت کی بیرونی شکلوں کو اپنایا ہے، اسے گھروں کی اندرونی سجاوٹ کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے لیکن سماج میں خواتین کے کردار کے بارے میں ان کے خیالات انتہائی قدامت پسند ہو سکتے ہیں۔ دختر کشی کا عمل، عورتوں کے تئیں متعصّبانہ رویہ اور انتہائی جدید ٹکنالوجی کے استعمال کو متحد کرتا ہے۔
- آپ کو یہ بھی بحث کرنی چاہیے کہ تضاد (دوہراپن) صرف ہندوستانیوں میں ہی دیکھنے کو ملتا ہے یا غیر مغربی سماج میں رہائش پذیر لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے؟ کیا یہ اتنا ہی سچ نہیں ہے کہ مغربی سماج میں بھی نسلی اور تفریقی رویہ پایا جاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

راجاروی ورما

آپ اس ثقافتی تبدیلی کی متعدد متنوع سطحیں دیکھ سکتے ہیں جو مغرب کے ساتھ ہمارے نوآبادیاتی تصادم کے نتیجے میں واقع ہوئیں۔ عصری سیاق وسباق میں اکثر نسلوں کے درمیان تصادم پیدا ہوجاتا ہے جسے ثقافتی تصادم کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو مغرب کاری کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگلے صفحے میں درج ذیل بیان اس خلا کی تفصیل پیش کرتا ہے۔ کیا آپ نے اسے دیکھا ہے یا سامنا کیا ہے؟ کیا نسلوں کے درمیان تصادم کی وجہ صرف مغرب کاری ہے؟ کیا تصادم ضروری طور پر برا ہوتا ہے؟

باکس 2.4

1870 میں روی ورما نے کزائے پلاٹ کرشن مینن کی فیملی کی تصویر کو پینٹ کرنے کی اپنی پہلی اجرت یاب تفویض حاصل کی...... یہ ایک بدلتے دور کا کام تھا جس میں پہلے کے مقبول آبی رنگوں میں سجاوٹی، دوابعادی طرز کے عناصر کی آمیزش، فاصلے کے پس منظر اور التباسیت کی نئی نئی تکنیکوں کے ساتھ کی جاتی تھی جسے تیل جیسے ذرائع کے استعمال سے ممکن بنایا گیا۔

......ایک اور خصوصیت عمر اور سلسلہ مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے نشستن (بیٹھے ہوئے) اور ظاہری ہیئت کی مکانی تنظیم کی تکنیک ہے، جو ایک بار پھر انیسویں صدی کی بورژوا فیملی کی تصویروں کی یاد دلاتی ہے...... کتنے تعجب کی بات ہے کہ یہ پینٹنگ مادرنسبی کیرل میں اس وقت بنائی گئی تھی جب زیادہ تر جو کرشن مینن کی ذات کے تھے، پدر مقامی نیوکلیئر فیملی میں رہنے کے بالکل عادی نہیں تھے......

ماخذ: جی-ارونیما ''فیس ویلیو: روی ورماس پورٹریچر اینڈ دی پروجیکٹ آف کالونیل ماڈرنٹی''۔ دی انڈین اکنامکس اینڈ سوشل ہسٹری ریویو، 40,1 (2003) (صفحہ 80–57)

شری نواس نے اپنی رائے پیش کی کہ جہاں 'نچلی ذاتیں' سنسکرت کاری کے عمل کو اپنانے کی جستجو میں رہتی ہیں وہیں 'اونچی ذاتیں' مغرب کے رنگ میں رنگنے کی جستجو میں رہتی ہیں۔ ہندوستان جیسے متنوع ملک میں اس طرح کی تعمیم مشکل ہے۔ مثال کے طور پر کیرل کے تھیا (جو کسی لحاظ سے اونچی ذات کے تصور نہیں کیے جاتے) کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ تھیا بھی مغربیت کے دلدادہ تھے اور اس کے لیے شعوری کوشش بھی کرتے ہیں۔ اشراف

باکس 2.5

اکثر متوسط طبقے میں مغرب کاری سے پیدا شدہ نسلوں کا اختلاف زیادہ پیچیدہ ہوتا ہے

گرچہ وہ میرے خون سے ہیں لیکن کبھی کبھی وہ مجھے پوری طرح اجنبی سے لگتے ہیں۔ کوئی چیز اب ان کے ساتھ مشترک نہیں رہ گئی ہے...... نہ ان کے سوچنے کا طریقہ، نہ ان کے پہننے کا ڈھنگ، نہ گفتگو یا برتاؤ۔ یہ نئی نسل، نئی پیڑھی ہے اور میرا ذہنی رجحان اس طرح کا ہے کہ ان کے اور میرے درمیان کسی قسم کی ہم آہنگی ناممکن ہو جاتی ہے۔ پھر بھی میں انھیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔ میں انھیں ہر وہ چیز دیتی ہوں جن کی وہ خواہش کرتے ہیں، ان کی خوشی میں میرے لیے سب کچھ ہے۔ رویندر ناتھ کے الفاظ میرے دل میں ایک لرزاں احساس پیدا کر دیتے ہیں: ''یہ تمھارا وقت ہے، اب میرے ختم ہونے کی شروعات ہے۔'' میں اور میرے بچوں پلّو، کلول اور کنگکنی میں کوئی بھی یکسانیت نہیں ہے۔ پلو ایک الگ ملک اور ساتھ ہی ساتھ ایک مختلف تہذیب میں رہتا ہے۔ مثلاً ہم بارہ سال کی عمر سے میکھلا چادر پہنتے آرہے تھے، لیکن اب میری بیٹی کنگکنی جو گوہاٹی یونیورسٹی میں بزنس مینجمنٹ کی ایک طالبہ ہے۔ پینٹ اور بیگی شرٹ پہنتی ہے اور کلول کو اپنے سر پر الجھے ہوئے بال رکھنا زیادہ اچھا لگتا ہے۔ جب میں میرا کا بھجن سننا چاہتی ہوں تو کلول اور کنگکنی۔ وہیٹنی ہسٹن کی اپنی پسندیدہ پاپ موسیقی سننا چاہتے ہیں۔ کبھی کبھار جب میں برگیت کی کچھ لائینیں گانے کی کوشش کرتی ہوں، کنگکنی اپنی گٹار پر مغربی دھن بجانا چاہتی ہے۔

ماخذ: انیمادت "As Days Roll on" in Women 1999؛ آسام کی مختصر کہانیوں کا ایک مجموعہ۔ ڈائمنڈ جبلی حصہ، (گوہاٹی، اسپیکٹرم پبلی کیشنز)

نے تو برطانوی ثقافت کو قبول کیا اور ایک زیادہ وسیع النظر زندگی کی طرف پیش رفت کی جو ذات پات کی تنقید کرتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح مغربی تعلیم سے اکثر شمال مشرق میں لوگوں کے مختلف گروہوں کے لیے نئے مواقع پیدا ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔ درج ذیل اقتباس پڑھیں۔

باکس 2.6

میرے دادا جو اکثر نا گاؤں کی طرح یورپیوں کے قریبی رابطے میں آئے تھے، وہ اس بات کے قائل تھے کہ صرف تعلیم سے ہی زندگی میں آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ انھوں نے اپنے بچوں کے لیے ویسی ہی زندگی چاہی جیسا کہ انھوں نے برطانوی حکمرانوں اور مشنریوں کو گزارتے دیکھا۔ انھوں نے میری ماں کو پہلے آسام کے پاس والے اسکول میں، پھر دور شملہ میں بھیجا تا کہ وہ تعلیم یافتہ ہو جائیں۔ گاؤں کے ایک تعلیم یافتہ آدمی نے میری ماں کا حوصلہ بڑھایا اس نے میری ماں کو بتایا کہ وہ اس نئے دور میں پڑھ لکھ کر ویسی ہی خاتون بن سکتی ہے جس نے ساری دنیا کے سامنے تقریر کی تھی۔ وہ خاتون تھیں وجے لکشمی پنڈت، پنڈت نہرو کی بہن جنھوں نے اقوام متحدہ میں ہندوستان کی نمائندگی کی تھی۔ میرے والد اپنی ذہانت اور محنت کے بل پر ہی ایک مقامی مشن اسکول اور شیلانگ کے کالج میں تعلیم حاصل کرنے کا انتخاب کرنے کے اہل تھے۔ ان کے لیے یہ بلندی کی طرف جانے کا محض ایک راستہ تھا۔ ایک ایسے خطے میں جہاں قبائل رہتے ہیں 20 کلومیٹر سے کم ہی دوری پر پوری طرح مختلف زبان بولی جانے لگتی ہے، یہ ایک ایسا ذریعہ تعلیم تھی جس سے وہ خود اپنے درمیان اور دنیا کے ساتھ ترسیل کر سکتے تھے۔ وہ اپنے خود کے لوگوں کی آواز بن گئے اور انگریزی کو سرکاری ریاستی زبان بنایا (Ao 2005:111)

ہم اکثر مغرب کاری پر بحث کرتے وقت نوآبادیاتی اثر کا حوالہ دیتے ہیں۔تاہم موجودہ دور میں اکثر ہم مغربیت کی نئی شکلیں دیکھتے ہیں۔سرگرمی 2.6 میں اس طرف توجہ مبذول کی گئی ہے۔

سرگرمی 2.6

- ان سبھی چھوٹے بڑے طریقوں کا مشاہدہ کریں جہاں مغربیت سے ہماری زندگی متاثر ہوتی ہے۔
- آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح برطانوی استعماریت نے ہماری زندگیوں کو متاثر کیا۔کسی طرح مغرب کاری کا مطلب برطانیہ کی محض نقل کرنا یا تقلید کرنا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ مغرب کاری اب زیادہ تر امریکا کاری ہوتی جارہی ہے۔ایک اخبار کے ایڈیٹر کو حال ہی لکھا گیا ایک خط حسب ذیل ہے۔اس پر بحث کریں۔

نیا راج

اپنے آپ کو براعظم، برطانیہ اور آئرلینڈ (جہاں سے اس کے بانی مبانی آئے تھے) سے نمایاں کرنے کے لیے امریکا نے تاریخ، مہینہ اور سال کے فارمیٹ میں جزوی ردوبدل کیا اور اپنا خود کا مہینہ تاریخ سال کا فارمیٹ بنایا۔ 11 ستمبر جس دن نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ ہوا، وہ خود بخود ''9/11'' بن گیا۔چوں کہ یہ ریاست ہائے متحدہ (US) میں استعمال کی جانے والی مختصر نویسی تھی اس لیے باقی دنیا بھی اس کا استعمال کرنے لگی لیکن زیادہ تر ملکوں نے یہ نہیں سوچا کہ کسی سال کے مہینے کی ترتیب اسی وقت آتی ہے جب کہ پہلے اس مہینے کے دن کو بتا دیا جائے۔ہم کیسے اس حقیقت کو واضح کریں گے کہ ممبئی ٹرین کے دھماکوں میں استعمال کی مختصر نویسی ''7/11'' ہے؟ ہم برطانوی نوآبادی کے لوگ تھے اس لیے ہم زیادہ تر تاریخ مہینہ سال (DD-MM-YY) کا خاکہ استعمال کرتے ہیں۔ (دی ہندو، اگست 21، 2006)

ایک وقت پر کئی ہندوستانیوں نے انگریزی کو ویسے ہی نقل کیا جیسے برطانوی بولتے تھے، کیا اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟ کیا آپ کو لگتا ہے کہ اب امریکی لہجے کا زیادہ اثر ہے؟

جدیدکاری اور سیکولرکاری
(MODERNISATION AND SECULARISATION)

اصطلاح جدیدکاری کی ایک طویل تاریخ ہے۔ 19 ویں صدی سے اور بطور خاص 20 ویں صدی کے دوران اس اصطلاح کو مثبت اور مطلوبہ قدروں کے ساتھ جوڑ کر دیکھا جانے لگا۔ ہر سماج اور اس کے لوگ جدید یا ماڈرن ہونا چاہتے تھے۔ابتدائی سالوں میں 'جدیدکاری' کا مطلب ٹکنالوجی اور پیداواری عمل میں اصلاح تھا۔تاہم بعد میں اس اصطلاح کا استعمال وسیع تر ہوگیا۔اس سے مراد ترقی کا وہ راستہ تھا جو زیادہ تر مغربی یورپ اور شمالی امریکا میں اختیار کیا گیا اور یہ مشورہ دیا جانے لگا کہ دیگر معاشرے میں ترقی کے اسی راستے کی تقلید ہونی چاہیے۔

جدیدیت کی کون سی قسم؟

وہ (مختلف تنظیموں اور کانفرسوں کے اونچی ذات کے بانی) جب تک برطانوی حکومت کی ملازمت میں رہے جدیدیت پسند ہونے کا مبالغہ آمیز دعویٰ کرتے رہے۔جس وقت وہ ریٹائر ہوئے اور اپنی پنشن کا دعوا کیا انھوں نے اپنا 'مجھے نہ چھوؤ' والا برہمنی لبادہ پہن لیا۔جیوتی باپھولے کا خط، مراٹھی مصنفین کی کانفرنس کے لیے۔

ہندوستان میں سرمایہ داری کی شروعات جیسا کہ ہم نے باب 1 میں دیکھا کہ نوآبادیاتی سیاق میں ہوئی۔لہٰذا جدید کاری اورسیکولرکاری کی ہماری کہانی مغرب میں اس کے ارتقا سے مختلف ہے۔ہم نے مغرب کاری اور 19 ویں صدی میں سماجی تحریکوں کی کوششوں پر اس باب میں پہلے ہی بحث ہو چکی ہے وہ اس سے ظاہر ہے۔یہاں ہم جدید کاری اور سیکولرکاری کے دونوں پر نظر ڈالیں گے کیوں کہ مجموعی طور پر ان میں ایک واضح تعلق پایا جاتا ہے۔یہ دونوں جدید تصورات کا حصہ ہیں۔ماہرین سماجیات نے جدید کاری کے عمل کی تعریف کرتے ہوئے اس کے عناصر کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

> ''جدیدیت'' کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ مقامی بندھنوں اور تنگ نظری پر مبنی تناظر کمزور پڑ جاتے ہیں اور ہمہ گیر وابستگی اور عالمی شہری ہونے کا زاویہ نگاہ زیادہ اثر آفریں ہو جاتا ہے اور جذبات، مذہبیت اور غیر عقلیت افادیت، حساب کتاب اور سائنس کی حقیقت زیادہ حاوی ہو جاتی ہے۔اس میں گروہ کے بجائے فرد سماج اور سیاست کی بنیادی اکائی بن جاتا ہے؛ یہ کہ سوسائٹی یا تنظیم جن میں لوگ رہتے یا کام کرتے ہیں اس کا انتخاب پیدائش کی بنیاد پر نہیں بلکہ مرضی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔اس میں مادی اور انسانی ماحول کے تئیں لوگوں کا رویہ تقدیر پرستی پر نہیں مبنی ہوتا بلکہ برتاؤ اور علم پر مبنی ہوتا ہے۔اپنی شناخت کو چنا اور حاصل کیا جاتا ہے، نہ کہ مفوضہ اور یقینی ہوتا ہے؛ کام کو فیملی، رہائش اور کمیونٹی سے دفتر شاہی تنظیم میں شامل کیا جاتا ہے...... (روڈالف (Rudolph) اور روڈالف، 1967)

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب ہے کہ لوگ نہ صرف مقامی بلکہ ہمہ گیر سیاق وسباق میں متاثر ہوتے ہیں۔کس طرح آپ کو برتاؤ کرنا ہے، آپ کے کیا خیالات ہونے چاہئیں یہ اب آپ کی فیملی، قبیلے، ذات یا برادری کے ذریعہ نہیں طے کیا جاتا۔آپ کیا کام کرنا چاہتے ہیں اس کا فیصلہ آپ کے والدین نہیں کرتے بلکہ آپ کی مرضی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔کام کی بنیاد پیدائش نہیں بلکہ انتخاب اور مرضی ہوتی ہے۔آپ کون ہیں، یہ پہچان آپ کی حصولیابیوں کی بنیاد پر ہوتی ہے نہ کہ صرف آپ کون ہیں کہ بنیاد پر۔سائنسی رویہ آپ کی بنیاد بنتا ہے۔منطقی اندازِ نظر کی اہمیت ہوتی ہے۔کیا یہ پوری طرح صحیح ہے؟

سرگرمی 2.7

آپ کسی اخبار یا ویب سائٹ جیسے شادی ڈاٹ کام سے شادی سے متعلق کالم دیکھیں اور اس کی وضع پر غور کریں اس میں کتنی بار ذات یا کمیونٹی کا ذکر ہوا ہے؟ اگر اس کا ذکر بار بار آتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ذات اسی طرح کا کردار نبھا رہا ہے جو پہلے روایتی طور پر نبھاتی تھی۔یا کیا ذات کا کردار تبدیل ہوا ہے۔غور کریں۔

ہندوستان میں اکثر روزگار کا انتخاب پسند کی بنیاد پر نہیں ہو پاتا، ایک صفائی ملازم کو اپنے کام چننے کا اختیار نہیں ہے۔(دیکھیں باب 5 کتاب 1 این سی ای آر ٹی 2007) ہم اکثر ذات یا کمیونٹی میں ہی شادی کرتے ہیں۔مذہبی عقائد اب بھی ہماری زندگی میں اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی ہماری ایک سائنسی روایت بھی ہے۔ہمارا ایک فعال سیکولر اور جمہوری سیاسی نظام بھی ہے۔لیکن ساتھ ہی ساتھ ہماری ذات اور کمیونٹی میں حرکت پذیری بھی پائی جاتی ہے۔ہم ان عمل کاریوں کو کیسے سمجھتے ہیں؟ اس باب میں ان مخلوط عمل اور ان کے اسباب کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

آسان لفظوں میں ہم پیچیدہ آمیزش کو محض روایت اور جدیدیت کی آمیزش کہہ سکتے ہیں حالاں کہ روایت اور جدیدیت اپنے آپ میں ایک مقررہ وجود رکھتے ہیں۔ گویا کہ ہندوستان میں روایات کا محض ایک مجموعہ ہے یا تھا۔ ہم نے پہلے دیکھا ہے کہ ہندوستان میں ان روایتوں کی خصوصیات کا تعین تکثیریت اور استدلال دونوں سے کیا جاتا ہے۔ درحقیقت ان کی ازسرنو توضیح یا تشریح کیے جانے کی ضرورت ہے۔ ہم اس کا مشاہدہ 19 ویں صدی کے سماجی مصلحین کے حوالے پہلے ہی کر چکے ہیں۔ یہ عمل بہرحال آج بھی جاری ہیں۔ نیچے باکس میں ایسی ہی ایک عمل کا بیان کیا ہے جو اروناچل پردیش میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

باکس 2.7

جدیدکاری کی پیش رفت اور اثرات کے ساتھ مذہب اور متعدد تیوہاروں کو منانے کے تئیں رویوں میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ رسوم تقریبات کے طریقوں اور تقریبات سے جڑی بندشوں، مختلف قسم کے نذرونیاز اور ان کی قدر وغیرہ میں مستقل تبدیلی رونما ہوئی۔ بالخصوص تیزی سے بڑھتے شہری علاقوں میں یہ تبدیلیاں دیکھنے میں آئی۔

قبائلی شناخت کے تصور پر نئے دباؤ کا مطلب یہ ہے کہ ایک قبائلی ہونے کے سبب روایتی عمل اور ان کے تحفظ کو تقریباً ضروری سمجھا جانے لگا، تیوہار ایک متحدہ قبائلی شناخت کے اس مفہوم کو منعکس کرتے ہیں، گویا کہ تیوہار کا اجتماعی طور پر منایا جانا قبائلی سماج میں گونج رہے ''ثقافت یعنی شناخت کو ختم کرنا'' کے ولولہ انگیز نعرے کا ایک موزوں جواب بن گیا ہے۔

تیوہار منانے کے لیے روایتی طور پر ڈھیلی ڈھالی کام کرنے والی ٹولی کی جگہ تیوہار منانے کے لیے کمیونٹی کی تشکیل اب عام رواج بن چکا ہے۔ روایتی طور پر تیوہار منانے کے دنوں کا تعین موسم کی گردش سے کیا جاتا تھا۔ تیوہار منانے کی تاریخوں کو اب رسمی طور پر سرکاری کلینڈر پر واضح کرکے باضابطہ متعین جاتا ہے۔

ان تیوہاروں کو منانے کے لیے عمومی ڈیزائن کے جھنڈے، خصوصی مہمان، تقریریں اور 'مس فیسٹیول' مقابلے آج کی نئی ضرورت بن چکے ہیں۔ قبائلی لوگوں کے ذہنوں میں عقلی تصورات اور عالمی نظریات کے سرایت کرنے کے ساتھ ساتھ پرانے عقیدے کے رواج اور عمل جائز و ناجائز کی جانچ پڑتال کے تحت آچکے ہیں۔

جدید مغرب میں بالعموم سیکولرکاری کا مطلب مذہب کے اثرات میں مستقل تنزلی ہے۔ جدیدکاری کے سبھی نظریہ سازوں کا یہ مفروضہ رہا ہے کہ جدید سماج اب زیادہ سے زیادہ سیکولر بن چکا ہے۔ سیکولرکاری کے اظہار سے مراد مذہبی تنظیموں میں شمولیت کی سطحیں (جیسے چرچ میں حاضری کی شرح)، مذہبی تنظیموں کا سماجی و مادی اثر اور لوگوں کے مذہبی عقائد کی سطح حد ہے۔ بہرحال حالیہ سالوں میں مذہبی شعور کے غیرمعمولی طور پر بڑھنے اور ان پر تصادم کی مثال دیکھی جاسکتی ہے۔

تاہم ماضی میں بھی ایک مفروضہ قائم تھا کہ جدید طور طریقوں سے مذہبی عمل میں لازماً تنزلی پیدا ہوگی جب کہ یہ پوری طرح صحیح نہیں ثابت ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کس طرح ترسیل، تنظیم اور نظریات کی مغربی اور جدید شکلیں نئی قسم کی مذہبی اصلاحی تنظیموں کے ابھرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔ مزید برآں، ہندوستان میں زیادہ تر رسم و رواج میں سیکولر مقاصد کے حصول سے سیدھی نسبت ہوتی ہے۔

خدا سے تعلق قائم کرنا

راجا سمھان ٹی۔ای کے قلم سے

کیا آپ اس لیے پریشان ہیں کہ آپ کی شادی کی سال گرہ کے موقع پر مدورائی میں میناکشی اماں مندر جانے کا منصوبہ پورا نہیں ہوا۔فکر نہ کریں۔آپ کو صرف ایک ماؤس کلک کے ویب پر ایک آن لائن پوجا آرڈر کر بھگوان کا آشیرواد لینا ہے۔com...... پورے ملک میں واقع 600 سے زیادہ مندروں میں پوجا سروس پیش کرتا ہے۔پوری دنیا کے لوگ اپنی پسند کے کسی مندر میں خواہ کنیا کماری میں ہو یا اتر پردیش میں، اپنے عزیز دیوتا یا دیوی کی پوجا کے لیے آرڈر کر سکتے ہیں...... پورے ملک میں پھیلے ہوئے حق رائے دہی کے ایک نیٹ ورک (زیادہ تر مندر کے پجاری) کے ذریعہ بھکت کی مرضی کے مطابق پوجا انجام دی جاتی ہے اور 'پرساد' 7-5 دن کے اندر دنیا میں کہیں بھی پہنچایا جا سکتا ہے...... ہندوستان کے باشندوں کے لیے جو کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ ادائیگی نہیں کر سکتے، com...... پوجا انجام دیتا ہے اور ادائیگی چیک یا ڈیمانڈ ڈرافٹ کے ذریعہ وصول کرتا ہے۔com...... کہیں سے بھی کسی بھی مندر میں انجام دی جانے والی بنیادی پوجا کے لیے آن لائن پوجا کی لاگت 9.75 امریکی ڈالر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ اور کہیں کے لیے پوجا کے خواہش مند ہیں تو 75 امریکی ڈالر ادا کرنے ہوں گے۔

ماخذ: دی بزنس لائن، دی ہندو گروپ آف دی پبلی کیشنز کے ہندو گروپ کا فنانشل ڈیلی (بدھ، 20 ستمبر 2000)

© NCERT not to be republished

سرگرمی 2.8

دیوالی، درگا پوجا، گنیش پوجا، دسہرہ، کروہ چوتھ، عید اور کرسمس جیسے روایتی تیوہاروں کے دوران اشتہارات کا مشاہدہ کیجیے۔پرنٹ میڈیا (اخبارات ورسائل) سے مختلف اشتہار جمع کیجیے۔الکٹرانک میڈیا (ٹیلی ویژن وغیرہ) کو بھی دیکھیں۔ان اشتہارات سے کیا پیغامات حاصل ہوتے ہیں، نوٹ کیجیے۔

رسوم کے سیکولر پہلو ہیں جو سیکولر مقاصد سے مختلف ہوتے ہیں۔ان کے ذریعہ مردوں اور عورتوں کو اپنے ہم عمر لوگوں اور بڑوں کے ساتھ باہمی روابط اور فیملی کی دولت، لباس اور زیورات وغیرہ کی نمائش کا موقع ملتا ہے۔بطور خاص گذشتہ دہائیوں میں رسموں کے معاشی وسیاسی پہلو زیادہ ابھر کر سامنے آئے ہیں شادی گھر کے باہر قطاروں میں لگی ہوئی کاروں کی تعداد اور شادی کے موقع پر اہم شخصیتوں کے مہمان بننے کو مقامی کمیونٹی میں خاندان کی حیثیت کا اشاریہ سمجھا جاتا ہے۔

ذات کی سیکولر کاری کے بارے میں بھی بحث ومباحثہ ہوتا رہا ہے۔اس کا کیا مطلب ہے؟ روایتی ہندوستانی سماج میں ذات پات کا نظام مذہبی ڈھانچے کے زیر عمل ہوتا ہے۔اس کے عمل میں پاکی اور ناپاکی کے نظام عقائد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔آج کل یہ اکثر سیاسی دباؤ گروپوں ہے۔عصری ہندوستان میں ذات پر مبنی ایسوسی ایشن اور سیاسی پارٹیوں کی تشکیل دیکھی گئی ہے۔وہ اپنے مطالبہ کے لیے ریاست پر دباؤ

ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ذات کے ایسے بدلے کردار کو ذات کی سیکولر کاری کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔درج ذیل باکس میں اسی عمل کو سمجھایا گیا ہے۔

باکس 2.8

سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہندوستان میں روایتی سماجی نظام ذات پر مبنی ساختوں اور شناختوں کے اردگرد منظّم تھا۔ذات و سیاست کے درمیان رشتے کو واضح کرنے میں بہرحال جدیدیت پر مبنی نظریہ زبردست خوف اجنبی (یا اجنبی سے نفرت) کا شکار ہو جاتا ہے۔اس میں ان سوالوں کے ساتھ شروعات ہوتی ہے: کیا ذات ختم ہو رہی ہے؟ اب یقیناً کوئی بھی سماجی نظام اس طرح ختم نہیں ہوتا۔انحراف کا ایک زیادہ مفید نقطہ یہ ہوگا کہ: جدید سیاست کے زیر اثر ذات کی کون سی شکل سامنے آرہی ہے اور ذات پر مبنی سماج میں سیاست کی کون سی شکل واضح ہو رہی ہے؟

ہندوستان میں وہ لوگ جو 'سیاست میں ذات پر مبنی نظام' کی شکایت کرتے ہیں وہ واقعتاً سیاست کی ایک ایسی قسم کی تلاش میں ہیں جس کی سماج میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔سیاست ایک مسابقتی مہم جوئی ہے جس کا مقصد بعض مخصوص اہداف کی تکمیل کے لیے اقتدار کا حصول ہے۔مہم جوئی کے لیے تیار ہونے اور حیثیت کو مستحکم کرنے کے سلسلے میں ایک ایسا عمل ہے جو موجودہ اور ابھرنے والی اطاعتوں کی شناخت پیدا کرتی ہے اور ان کو برتتی ہے۔اہم چیز تنظیم کا ہونا اور حمایت اور تعاون کو باضابطہ بنانا ہے اور جہاں سیاست عوام پر مرکوز ہو تو تنظیم جن سے عوام کی وابستگی ہو، کے ذریعہ تعاون و حمایت کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں ذات پر مبنی شناخت ایک اہم تنظیمی مجمع فراہم کرتی ہے جن کے ساتھ کثیر آبادی جڑی ہوئی ہو تو سیاست ایک ایسی ساخت کے ذریعہ منظّم کرنے کی جدوجہد کرتی ہے۔

سیاست داں اپنی طاقت کو منظّم کرنے کے لیے ذات پر مبنی گروہ بندی اور شناختوں کو تحریک دیتے ہیں...... جہاں گروپوں کی دیگر قسم اور ایسوسی ایشن کی مختلف بنیادیں ہوتی ہیں۔سیاست داں ان تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور تنظیموں کی طرح ہر جگہ ذات کی بھی شکل تبدیل کرتے ہیں۔

(کوٹھاری 1977: 57-70)

© NCERT not to be republished

باکس 2.8 کے لیے مشق

باکس 2.8 میں دیے گئے حقائق کو بغور پڑھیں اس میں اٹالک جملوں کو دیکھیں۔اور مذکورہ دلیلوں کے بارے میں مختصراً بتائیں۔اپنی مثال دیں۔

ماحصل (CONCLUSION)

اس باب میں ان امتیازی طریقوں کو بتانے کی کوشش کی گئی ہے جن کے ذریعہ ہندوستان میں سماجی تبدیلی واقع ہوئی اور نوآبادیاتی تجربے کے دوررس نتائج پیدا ہوئے۔ان میں بہت سی تبدیلیاں غیرارادی اور متناقض تھیں۔جدیدیت کے مغربی تصورات نے ہندوستانی قوم پرستوں کے تخیل کو شکل فراہم کی۔بعض کو روایتی کتابوں پر نئے سرے سے نظر ڈالنے کی ترغیب ملی جب کہ چند نے انھیں مسترد بھی کر دیا۔مغربی ثقافتی شکلوں کو ان حلقوں میں اپنا مقام ملا جن کی وسعت 'کس طرح خاندان رہتے تھے سے لے کر

مردوں، عورتوں اور بچوں کا ضابطہ اخلاق کیا ہونا چاہیے' تک تھی۔فن کارانہ اظہار میں بھی اس کا عکس نظر آیا۔ہماری سماجی، اصلاحی اور قومی تحریکوں پر مغربی مساوات اور جمہوریت کے افکار کا گہرا اثر پڑا۔ان سب سے ایک طرف جہاں مغربی خیالات کو ہندوستانی سماج میں منظوری ملی وہیں دوسری طرف ہندوستانی روایت پر سوال اٹھائے گئے اور اس کی تشریح نو کی گئی، اگلا باب ہندوستان کے جمہوری تجربات کے بارے میں ہے جن میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کیسے ایک ایسے سماج جہاں عدم مساوات بہت زیادہ تھی، وہاں مساوات اور سماجی انصاف کے بنیادی تصورات پر مبنی آئین نافذ کیا گیا۔اس باب میں پیچیدہ طریقوں سے یہ بھی دکھایا گیا ہے جن سے ہمارے سماجی روایات اور جدیدیت کی مستقل تشریح نو کی گئی۔

سوالات

1۔ سنسکرت کاری نے پر ایک تنقیدی مضمون لکھیے۔

2۔ مغرب کاری کا عام مطلب مغربی لباس کو زیب تن کرنا اور ان کی طرز زندگی کی تقلید کرنا۔کیا مغرب کاری کے دوسرے پہلو بھی ہیں۔کیا مغرب کاری کا مطلب جدید کاری ہے؟ بحث کریں۔

3۔ مختصراً مضمون لکھیں۔

- رسوم اور سیکولر کاری
- ذات اور سیکولر کاری
- جنس اور سنسکرت کاری

© NCERT not to be republished

حوالہ جات (REFERENCES)

Ramanujan, A.K. 1990. 'Is There an Indian Way of Thinking: An Informal essay' in Marriot McKim *India Through Hindu Categories*. Sage. New Delhi.

Abraham, Janaki. 2006. 'The Stain of White: Liasons, memories and White Men as Relatives' *Men and Masculinities*. Vol 9. No. 2. pp 131-151.

Ao, Ayinla Shilu. 2005. 'Where the Past Meets the Future' in Ed. Geeti Sen *Where the Sun Rises When Shadows Fall*. IIC Quarterly Monsoon Winter 32, 2&3. pp. 109-112.

Chakravarti, Uma. 1998. *Rewriting History: The Life and Times of Pandita Ramabai*. Kali for Women. New Delhi.

Chaudhuri, Maitrayee. 1993. *The Indian Women's Movement: Reform and Revival*. Radiant. New Delhi.

Dutt, A.K. 1993. 'From Colonial City to Global City: The Far from Complete Spatial Transformation of Calcutta' in Brunn S.D. and Williams J.F. Ed. *Cities of the World*. pp. 351-388. Harper Collins. New York.

Khare, R.S. 1998. *Cultural Diversity and Social Discontent: Anthropological Studies on Contemporary India.* Sage. New Delhi.

Kothari, Rajni. 1997. 'Caste and Modern Politics' in Sudipta Kaviraj Ed. *Politics in India.* pp. 57-70. Oxford University Press. Delhi.

Pandian, M.S.S. 2000. 'Dalit Assertion in Tamil Nadu: An Exploratory Note' *Journal of Political Economy.* Vol XII. Nos. 3 and 4.

Raman, Vasanthi. 2003. 'The Diverse Life-Worlds of Indian Childhood' in Margrit Pernau, Imtiaz Ahmad, Helmult Reifeld (Eds), *Family and Gender: Changing values in Germany and India.* Sage. New Delhi.

Riba, Moji. 2005. "Rites, in passing ..." IIC Quarterly *Monsoon-Winter* 32, 2&3. Pp.113-121.

Rudolph and Rudolph. 1967. *The Modernity of Tradition: Political Development in India.* University of Chicago Press. Chicago.

Saberwal, Satish. 2001. 'Framework in Change: Colonial Indian Society' in Ed. Susan Visvanathan *Structure and Transformation: Theory and Society in India.* pp.33-57. Oxford. Delhi.

© NCERT not to be republished